انسانوں سے محبت کرنا ہی درحقیقت اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا ہے

# اخلاق

# سے کام لو
# اگر دل جیتنے ہیں


تحریر
حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی (ایم اے اسلامیات)



ادارہ نجم الھدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ
پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد
0300 6661755

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آؤ حسن یار کی باتیں کریں
زلف کی ، رخسار کی باتیں کریں

اگر نہیں تو!

تمہیں نصیب ہو گل اور بہار کی باتیں
کریں گے ہم تو مگر حسن یار کی باتیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

---

اے پناہِ جہاں سلامُ علیک ۔۔۔ تکیۂ بیکساں سلامُ علیک

منزلِ تو مقامِ اَوْ اَدْنیٰ ۔۔۔ گردِ راہ کہکشاں سلامُ علیک

اے نسیمِ سحر زمورِ حقیر ۔۔۔ با سُلیماں رساں سلامُ علیک

من فتادہ بخاکِ کوئے تو اَم ۔۔۔ خُذْ یَدِیْ اے جواں سلامُ علیک

لُطف فرما کہ ما شکستہ تریم ۔۔۔ لُطف شایانِ شاں سلامُ علیک

برہمہ آلِ پاک و اصحابش ۔۔۔ فخر ہر دم بخواں سلامُ علیک

---

ارمغانِ عقیدت از حضرت صاحبزادہ غلام فخر الدین مدظلہ العالی

سیال شریف

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ○ اما بعد ○ فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○
بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ وانک لعلی خلق عظیم ○

خالق کی زبان، اپنی تخلیق کے شاہکار کی توصیف فرما رہی ہے۔ اس سے پوری طرح لطف اندوز ہونے کے لئے آپ کو ذرا صبر سے کام لینا ہوگا۔ اس آیت کا ہر کلمہ اپنے اندر معانی و معارف کی ایک دنیا لئے ہوئے ہے، اس لئے ہر کلمہ کا دقت نظر سے مطالعہ کرنا پڑے گا۔ شاید لطف خداوندی پردے کو سرکاوے اور شاہد معنی کی ایک جھلک نصیب ہو جائے۔ پہلے یہ سمجھئے کہ خلق کس کو کہتے ہیں۔ امام فخرالدین رازی اس کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ الخلق ملکہ نفسیانیہ یسھل علی المتصف بھا الاتیان بالافعال الجمیلہ یعنی خلق، نفس کے اس ملکہ اور استعداد کو کہتے ہیں جس میں وہ پایا جائے، اس کے لئے افعال جمیلہ اور خصال حمیدہ پر عمل پیرا ہونا آسان اور سہل ہو جائے۔ (کبیر)

پھر فرماتے ہیں کسی اچھے اور خوبصورت فعل کا کرنا الگ چیز ہے، لیکن اس کو سہولت اور آسانی سے کرنا الگ چیز ہے۔ کوئی کام خلق اسی وقت کہلائے گا جب اس کے کرنے میں تکلف سے کام لینے کی نوبت نہ آئے۔ یعنی جس طرح آنکھ بے تکلف دیکھتی ہے، کان بے تکلف سنتے ہیں، زبان بے تکلف بولتی ہے اسی طرح سخاوت، شجاعت، حیا، حق گوئی تقویٰ وغیرہ تجھ سے کسی تردد اور توقف کے بغیر صدور پذیر ہونے لگیں تو اس وقت ان امور کو تیرے اخلاق شمار کیا جائے گا۔ عظیم "بہت بڑا" علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔ مخلوق میں سے جس کی سرعت رفتار یا عزم بلند کو کوئی نہ پاسکے، اسے عظیم کہتے ہیں۔ علی استعلاء کے لئے ہے یعنی کسی پر حاوی ہونا "چھا جانا اور قابو پالینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ آیت یوں نہیں۔ ہے ان لک خلقا عظیما بلکہ وانک لعلی خلق عظیم مقصد یہ ہے کہ اخلاق حمیدہ اور افعال پسندیدہ پر حضور ﷺ کا قبضہ ہے، یہ سب زیر فرمان ہیں یہ سب مرکب ہیں، محبوب کریم ﷺ ان کے راکب اور شہسوار ہیں۔ اس لئے محبوب کریم ﷺ کو ان امور کے لئے کسی تکلف اور بناوٹ کی ضرورت نہیں۔ آفتاب ذات محمدی سے صفات محمدیہ اور کمالات احمدیہ کی کرنیں خود بخود پھوٹتی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی حکم دیا قل لا اسئلکم علیہ اجرا وما انا من المتکلفین اے حبیب ﷺ آپ اعلان کر دیں کہ میں تم لوگوں سے نہ کسی اجر کا مطالبہ کرتا ہوں اور نہ میں تکلف اور بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں۔

انک لعلی خلق عظیم فرما کر بتا دیا کہ محبوب کریم ﷺ کی ذات تمام کمالات کی جامع ہے۔ وہ کمالات جو پہلے نبیوں اور رسولوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے، وہ مجموعی طور پر اپنی تمام جلوہ سامانیوں اور اپنی جملہ رعنائیوں کے ساتھ اس ذات اقدس و اطہر میں موجود ہیں۔ شکر نوح، خلت ابراہیم، اخلاص موسیٰ، صدق اسماعیل، صبر یعقوب، تواضع سلیمان علیہم الصلوۃ والسلام سب یہاں جمع ہیں۔

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

امام اشرف الدین بوصیری نے اپنے مخصوص انداز میں کیا خوب فرمایا ہے ~

فاق النبین فی خلق و فی خلق
و لم یدا نوه فی علم ولا کرم
فانه شمس فضل هم کواکبها
یظهرن انوارها للناس فی ظلم

یعنی محبوب کریم ﷺ اپنی ظاہری شکل وصورت اور سیرت واخلاق کے اعتبار سے تمام انبیاء سے بر تر ہیں۔ کوئی نبی آپ کے مقام علم اور شان کرم کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتا۔ محبوب کریم ﷺ کی ذات بزرگی کا آفتاب ہے۔ سارے انبیاء آپ کے ستارے ہیں اور وہ ستارے عہد جاہلیت کے اندھیروں میں آپ کے انوار اور تابانیوں کو ظاہر کرتے رہے ہیں۔

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب کسی نے خلق مصطفوی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مختصر اور جامع جواب دیا۔ خلقه القرآن محبوب کریم ﷺ کا خلق قرآن تھا یعنی جن محاسن اوصاف اور مکارم اخلاق کو اپنانے کا قران نے حکم دیا ہے۔ محبوب کریم ﷺ ان سے کمال درجہ متصف تھے اور جن لغو باتوں اور فضول کاموں سے بچنے کی ترغیب دی ہے، محبوب کریم ﷺ کے خلق کی صحیح تصویر ہے۔

محمد بن حکیم ترمذی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ "ہیچ خلق بزرگ تراز خلق محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام نبودہ چہ زمشیت خود دست باز داشت وخود را کلی باحق گزاشت"

محبوب کریم ﷺ کے خلق سے کسی کا خلق اعلیٰ نہیں کیونکہ محبوب کریم ﷺ اپنی مرضی اور مشیت سے دستکش ہوگئے اور اپنے آپ کو کلیتہ حق تعالیٰ کے سپرد کردیا۔

امام قشیری کا ارشاد ہے "نہ از بلا منحرف شد ونہ از عطا منصرف گشت" (روح البیان) یعنی نہ آلام و مصائب کے باعث شاید حقیقی سے منہ موڑا اور نہ جود وعطا سے دامن بھر لینے کے بعد اس سے بے رخی برتی۔

حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کی رائے ملاحظہ ہو۔ سمی خلقه عظیما لانه لم تکن له همه سوی الله تعالی (قرطبی محبوب کریم ﷺ کے خلق کو عظیم اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بغیر حضور ﷺ کی کوئی خواہش نہ تھی۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کیا خوب ترجمانی کی ہے۔

له همم لا منتهی لکبارها
و همته الصغری اجل من الدهر

حضور نبی کریم ﷺ کی ہمتیں بے شمار ہیں۔ جو ان میں سے بڑے حوصلے ہیں ان کی تو حد ہی نہیں۔ محبوب کریم ﷺ کی چھوٹی سے چھوٹی ہمت اور حوصلہ زمانہ سے بزرگ تر ہے۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔ ادبنی ربی تادیبا حسنا اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور اس کا ادب سکھانا بہت خوب تھا۔ جب اس عبد کریم کا مودب، مربی اور معلم خود رب العالمین ہے تو پھر اس تلمیذ ارشد کے حسن ادب، حسن ترتیب اور کمال علم کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے لگاتار دس سال محبوب کریم ﷺ کی خدمت کی۔ محبوب کریم ﷺ نے مجھے کبھی اف نہیں کیا۔ جو کام میں نے کیا اس کے متعلق کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تو نے کیوں کیا اور جو کام نہیں کیا اس کے متعلق کبھی نہیں پوچھا کہ کیوں نہیں کیا۔ محبوب کریم ﷺ حسن و جمال میں بھی تمام لوگوں سے برتر تھے۔ میں نے کسی اطلس یا ریشم کو حضور کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں پایا۔ کوئی مشک کوئی عطر محبوب کریم ﷺ کے پسینے سے زیادہ خوشبودار میں نے نہیں سونگھا۔

شاہ خوباں ﷺ صرف خود ہی ہر کمال، ہر جمال کے پیکر رعنا اور تصویر جمیل نہ تھے بلکہ اپنے نیاز مندوں کو بھی ان نعمتوں سے مالا مال کر دیا۔ ان کی ایسی تربیت فرمائی کہ آنے والی نسل انسانی کے لئے وہ ایک دل کش نمونہ بن گئے۔ بے شمار ارشادات نبوی ﷺ میں سے صرف چند آپ بھی ملاحظہ فرمائیں جن میں صحابہ کرام کو اخلاق حسنہ کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوذر رضی اللہ عنہ تم جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہو۔ کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے فوراً بعد نیکی کرو۔ وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ حسن خلق سے پیش آیا کرو۔

فرمایا قیامت کے دن مومن کے میزان میں حسن خلق سے زیادہ وزنی اور کوئی چیز نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ فحش کلام کرنے والے بد زبان سے بغض رکھتا ہے۔

فرمایا میزان عمل میں جتنی چیزیں رکھی جائیں گی، ان میں حسن خلق زیادہ وزنی ہوگا اور اچھے اخلاق کا مالک اپنے حسن خلق کے باعث نماز پڑھنے والے، روزہ رکھنے والے کے مرتبہ کو پالیتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے محبوب کریم ﷺ نے فرمایا میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور روز قیامت تم میں میرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہوں گے پھر فرمایا میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ ناپسند اور قیامت کے دن تم میں سے مجھ سب سے زیادہ دور بیہودہ باتیں کرنے والے زبان دراز اور متفیقھون ہوں گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پہلے دو لفظوں کا مطلب ہماری سمجھ میں آگیا تیسرے لفظ کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا، متکبر لوگ۔

روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خلق کی تین سو ساٹھ صورتیں ہیں۔ جس میں توحید کے ساتھ ان میں سے ایک صورت بھی پائی گئی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ قال ابوبکر رضی اللہ عنہ هل فی منها یا رسول اللہ ﷺ صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان میں سے کوئی چیز مجھ میں بھی پائی جاتی ہے؟ قال کلها فیک یا ابا بکر و احبها الی الله السخاء محبوب کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر تم میں حسن خلق کی سب کی سب صورتیں موجود ہیں اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخاوت بہت محبوب ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے طفیل ہمیں بھی اخلاق حسنہ کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

## ☆ ایک یتیم بچہ اور محبوب کبریا ﷺ ☆

☆.. عید کا دن ہے مدینے کے گلی کوچوں میں ہر طرف چہل پہل ہے۔ مسلمان نوجوان' بوڑھے اور ہوشیار بچے صاف ستھرے کپڑے پہنے عید گاہ کی طرف جا رہے ہیں۔ مدینے کی گزرگاہیں تکبیر و تہلیل کی صداؤں سے گونج رہی ہیں۔ ایک راستے سے نبی کریم ﷺ بھی عید کی دوگانہ ادا کرنے کیلئے عید گاہ جا رہے ہیں۔ چلتے چلتے ایک مقام پر بے اختیار آپ کے قدم رک گئے۔ کچھ بچے بڑی بے فکری سے اچھے اچھے کپڑے پہنے کھیل کود میں مگن ہیں مگر ایک لڑکا ان سب سے الگ تھلگ غمگین بیٹھا ہے۔ میلے کچیلے کپڑے پہنے سارے بچوں کو حسرت سے دیکھ رہا ہے۔ رحمت دوعالم ﷺ اس مصیبت کے مارے لڑکے کے پاس پہنچے اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔ بیٹے! تم نہیں کھیلتے؟ تم نے کپڑے نہیں بدلے بیٹے تم اتنے غمگین کیوں ہو؟ بچے نے سر اٹھا کر دیکھا اور فوراً آنکھیں جھکا لیں۔ ہمدردی کا برتاؤ دیکھ کر اور جملے سن کر بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ٹامتے ہوئے بولا۔

☆.. "چچا میاں! میری قسمت میں کھیل اور خوشی کہاں؟ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ خدا کے رسول ﷺ کا دل بھر آیا۔ لڑکے کو گلے سے چمٹا لیا اور فرمایا۔ "بیٹے! بتاؤ تو سہی تمہیں کیا دکھ پہنچا ہے۔ آخر تم پر کیا مصیبت آپڑی ہے؟" "چچا میاں! آپ میری بیتابی کی داستان سن کر کیا کریں گے۔ میں ایک یتیم بچہ ہوں۔ میرے باپ بھی نہیں ہیں اور میری ماں......." یہ کہتے ہوئے اس کی آواز بھرا گئی اور وہ جملہ پورا نہ کر سکا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بچے کو کچھ اور اپنے سے قریب کر لیا اور کہا۔ "بیٹے! تمہارے ماں باپ کا کب انتقال ہوا۔"

☆.. "چچا میاں! میرے باپ ایک جنگ میں کافروں سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ میری ماں نے دوسرا نکاح کر لیا اور میرا باپ کا چھوڑا ہوا سارا سامان لے کر

اپنے نئے گھر میں چلی گئیں۔ میں بھی خوش خوش اپنی امی کے ساتھ گیا۔ مگر چند ہی دنوں کے بعد میرے دوسرے باپ نے مجھے گھر سے نکال دیا۔ اب نہ میرا کوئی گھر در ہے نہ ولی اور سرپرست۔ اب مجھ پر ترس کھانے والا کوئی نہیں۔ چچا میاں میرا کوئی بھی تو نہیں ہے" اور لڑکے کی ہچکی بندھ گئی۔ "میری امی بھی تو کچھ نہیں کرتیں۔ مگر وہ مجبور ہیں۔ اب وہ کیا کر سکتی ہیں۔"

☆.. بچے کے حالات سن کر اور اس کا رونا دھونا دیکھ کر جان کائنات ﷺ کی آنکھوں سے بھی آنسو بہ پڑے اور بڑے پیار و محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا۔ "بیٹے! کیا تم یہ پسند کرو گے کہ محمد ﷺ تمہارے باپ بن جائیں' عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمہاری ماں بن جائیں' فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمہاری بہن بن جائیں اور حسن و حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تمہارے بھائی بن جائیں۔"

☆.. محمد ﷺ کا نام سنتے ہی بچے نے عقیدت و حیرت کے ساتھ آپ ﷺ کے چہرے کو دیکھا اور انتہائی عاجزی اور احترام سے بولا۔ یارسول اللہ ﷺ مجھے معاف فرمایئے پہلی بار میں نے آپ ﷺ کی بات کا جواب بڑی بے توجہی سے دیا تھا۔ دراصل میں آپ کو جانتا نہ تھا۔ یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ ہزار بار آپ پر قربان ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اچھی ماں کہاں ملے گی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اچھی بہن اور حضرت حسن اور حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے اچھے بھائی کہاں میسر آئیں گے۔ مجھ سے زیادہ خوش نصیب کون ہو گا اگر خدا مجھے ایسا خاندان دلوائے....اور لڑکے کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تیرنے لگے۔

☆.. جان کائنات ﷺ نے بچے کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ گھر پہنچے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔ عائشہ لو یہ تمہارا بیٹا ہے اسے نہلا کر کپڑے پہناؤ اور اسے کھانا کھلاؤ۔ یہ لڑکا آخر دم تک محبوب

دو جہاں ﷺ کے پاس رہا۔ آپ ﷺ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اس لڑکے کا برا حال تھا۔ اس کی ہچکی بندھی ہوئی تھی اور وہ کہتا تھا آج میں یتیم ہو گیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لڑکے کی یہ کیفیت دیکھی تو پیار سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنی سرپرستی میں لے لیا۔

## ○ یتیم بچے کی دلجوئی ○

○.. دور رسالت ﷺ میں ایک یتیم بچہ دربار رسالت میں پہنچا اور ایک شخص کے خلاف دعویٰ کیا کہ وہ زبردستی اس کے کھجوروں کے باغ پر قبضہ جمائے ہوئے ہے۔ راحت دوجہاں ﷺ نے اس شخص کو حاضر ہونے کا حکم دیا اور دربار رسول ﷺ میں دونوں کا مقدمہ پیش ہوا۔ جان کائنات ﷺ نے دونوں کے بیانات سنے اور پوری کیفیت سننے کے بعد آپ ﷺ نے یتیم بچے کے خلاف فیصلہ سنایا۔

○.. اپنے خلاف فیصلہ سن کر یتیم بچہ رو پڑا۔ یتیم بچے کو روتا دیکھ کر محبوب دوجہاں ﷺ کا دل بھی بھر آیا اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور آپ ﷺ نے اس شخص سے کہا بھائی فیصلہ تو واقعی تمہارے حق میں ہوا ہے لیکن کیا اچھا ہو کہ تم یہ باغ اس یتیم بچے کو دے دو۔ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تم کو جنت میں سدا بہار باغ عطا فرمائے گا۔ مگر وہ شخص راضی نہ ہوا۔

○.. اس وقت مجلس رسول ﷺ میں حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ بھی تشریف رکھتے تھے وہ فوراً اٹھے اور اس شخص کو ایک طرف لے جاکر خاموشی کے ساتھ اس سے کہا کیوں بھئی اگر میں تم کو اس باغ کے بدلے اپنا فلاں باغ دے دوں تو تم اپنا باغ میرے حوالے کر سکو گے۔

○.. حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ کی پیشکش پر وہ شخص راضی ہو گیا۔ اسلئے کہ حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ کا باغ اس کے باغ سے کہیں اچھا تھا۔ اس شخص سے

بات کرنے کے بعد حضرت ابو الدحداح رضی اللہ عنہ فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور کہا یارسول اللہ ﷺ ایک بات پوچھنے آیا ہوں۔

○.. محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہو، حضرت ابو الدحداح رضی اللہ عنہ نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جو باغ اس یتیم بچے کو دلوانا چاہتے تھے اگر وہ باغ میں اس بچے کو دیدوں تو مجھے اس کے بدلے میں باغ ملے گا؟

○.. محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا اور فرمایا ہاں ہاں ضرور۔ ابو الدحداح رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے وہ باغ اپنے ایک باغ کے بدلے اس شخص سے لے لیا ہے اور اب آپ گواہ رہیں کہ میں نے وہ باغ اس یتیم بچے کو دے دیا ہے۔ یتیم بچے کا کملایا ہوا چہرہ کھل اٹھا اور راحت جاں رضی اللہ عنہ خوشی میں مسکرانے لگے۔

## ☆ تواضع ☆

..☆.. حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہوئے کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں کچھ خانہ بدوشوں کو دیکھا کہ ادھر ادھر بیٹھے ہوئے ہیں اور راستے ہی میں کچھ کھانے پینے میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ قریب پہنچے تو سواری روک لی اور ان کو سلام کیا۔

..☆.. لوگوں نے سلام کا جواب دیا اور درخواست کی کہ اے نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم کس قدر خوش نصیب ہیں کہ آپ ہمارے پاس رکے اور ہم نے آپ کی مبارک زبان سے اپنے لئے سلامتی کی دعا سنی۔ اے آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم آیئے! اور ہم مسکینوں کے ساتھ دو چار لقمے بھی چکھ لیجئے۔

..☆.. آپ فوراً گھوڑے سے اتر پڑے۔ مسکینوں اور خانہ بدوشوں کے پاس گئے، اور وہیں سرراہ ان کے ساتھ بیٹھ گئے اور جو کچھ دال دلیا ان کے پاس تھا ان کے ساتھ کھایا۔ پھر ان سب کو سلام کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر رخصت

ہو گئے۔ خانہ بدوش دور تک نواسئہ رسول ﷺ کو عقیدت و محبت سے دیکھتے رہے اور اپنی قسمت پر خوش ہوتے رہے کہ آج نواسئہ رسول ﷺ نے ان کے دستر خوان پر ان کے ساتھ روکھی سوکھی کھائی۔

## ○ گھر کی رونق ○

..○.. حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں کہیں تشریف لے جارہے تھے۔ مدینے کی آبادی سے باہر ایک خیمے کے پاس سے گزر ہوا تو دیکھا کہ ایک بڑھیا دودھ دوھ رہی ہے۔ آپ رک گئے اور بڑھیا سے فرمایا۔ بڑے بی دیکھو دودھ میں پانی ہرگز نہ ملانا' دیکھو مسلمانوں کو دھوکا کبھی مت دینا۔

..○.. بڑھیا نے کہا! امیرالمومنین رضی اللہ عنہ آپ اطمینان رکھیں میں ایسا کبھی نہیں نہیں کر سکتی اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آگے بڑھ گئے۔ کچھ دنوں کے بعد پھر اسی خیمے کے پاس سے آپ کا گزر ہوا اور بڑھیا سے ملاقات ہوئی تو آپ نے پھر فرمایا بڑی بی میں نے تم سے کہا تھا کہ دودھ میں پانی ہرگز نہ ملانا اور مسلمانوں کو کبھی دھوکا مت دینا کہو ایسا تو نہیں کیا۔ بڑی بی گھبرائی ہوئی بولی: امیرالمومنین خدا کی قسم میں نے تو کبھی پانی نہیں ملایا۔

..○.. امی جھوٹی قسم کیوں کھاتی ہیں؟ توبہ کیجئے' آپ نے عہد شکنی کی ہے' آپ نے دودھ میں پانی ملایا ہے' یہ صحیح ہے کہ امیرالمومنین رضی اللہ عنہ نے نہیں دیکھا' آپ قسم کھا کر ان کو مطمئن کر سکتی ہیں لیکن زمین و آسمان کا مالک دیکھ رہا ہے اور اس سے آپ کچھ نہیں چھپا سکتیں اس سے ڈریئے اور ہرگز جھوٹ نہ بولیئے۔ شکستہ خیمے کے اندر سے بڑھیا کی نوجوان لڑکی نے بڑی جرات کے ساتھ کہا۔

..○.. امیرالمومنین رضی اللہ عنہ کچھ لمحے کھڑے رہے اور پھر کچھ سوچ کر سیدھے گھر آئے۔ اپنے لڑکوں کو اسی وقت طلب کیا اور فرمایا' پیارے بیٹو! میں نے ایک شکستہ خیمے میں ایک قابل رشک دوشیزہ کی آواز سنی۔ میں نے خیمے میں اس حور کا

نورانی چہرہ تو نہیں دیکھا البتہ اس کی ایمان افروز آواز نے میرا دل موہ لیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ میرے گھر کی بہو بنے اور میرے گھر کی رونق میں اضافہ ہو۔ کیا عجب کہ اس کے ذریعے خدا میری نسل میں کوئی ایسی سعید روح پیدا فرمادے جو قیامت کے روز میرے لئے بہترین توشہ ثابت ہو۔

..O.. حضرت امیرالمومنین رضی اللہ عنہ! میں حاضر ہوں' آپ کے فرزند رشید حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا۔ امیرالمومنین رضی اللہ عنہ اسی وقت بڑھیا کے خیمے میں پہنچے۔ بڑھیا نے امیرالمومنین رضی اللہ عنہ کو آتے دیکھا تو گھبرا گئی۔ اپنی بیٹی سے بولی دیکھ تو نے میری ذلت کا سامان کیا ہے۔

..O.. نہیں امی جان: سچائی سے آدمی ذلیل نہیں ہوتا۔ اونچا مرتبہ پاتا ہے۔ آپ ذرا نہ گھبرائیں۔ بڑھیا کی نوجوان بیٹی نے اپنی ماں کو اطمینان دلاتے ہوئے کہا۔ حضرت امیرالمومنین رضی اللہ عنہ ایک پرانی چٹائی پر بیٹھ گئے اور بڑھیا کو اپنے لڑکے کا پیغام دیا۔ بڑھیا سکتے میں آگئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میں جاگ رہی ہوں یا کوئی خواب دیکھ رہی ہوں۔ حضرت امیرالمومنین نے پھر بڑھیا کو مخاطب فرمایا' بڑی بی! عاصم کو تمہاری فرزندی میں دینا چاہتا ہوں۔

..O.. بڑھیا کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو اور بھرائی ہوئی آواز میں بولی حضرت کہاں میں شکستہ جھونپڑی میں رہنے والی اور کہاں آپ! اس سے زیادہ خوش نصیبی میرے لئے اور کیا ہوگی کہ میری بیٹی آپ کے سایہ شفقت میں پہنچ جائے اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت کے فرزند کی شادی آبادی کے باہر کے شکستہ خیمے میں رہنے والی ایک غریب لڑکی سے ہوگئی۔

..O.. کچھ عرصے کے بعد اللہ نے انکو اولاد بخشی' اس کا نام ام عاصم رکھا گیا۔ اسی لڑکی سے تاریخ کی مشہور شخصیت حضرت عبدالعزیز بن مروان کی شادی ہوئی اور ام عاصم ہی کے یہاں وہ عظیم بچہ پیدا ہوا جسے دنیا عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے یاد کرتی ہے اور جن کے دور خلافت کے بارے میں

مورخین کا اتفاق ہے کہ وہ خلافت راشدہ کے مبارک دور کا نمونہ تھا۔

## ☆ ابن مبارکؒ اور سفر کے ساتھی ☆

-☆- ابن مبارک رضی اللہ عنہ کو حرم پاک کی زیارت کا انتہائی شوق تھا۔ ہر سال حج کیلئے تشریف لے جاتے جب آپ حج کیلئے ارادہ فرماتے تو بہت سے لوگ آپ کے ہمراہ ہو لیتے کہ ایک خدا رسیدہ کی رفاقت حاصل رہے گی اور آپ خوشی خوشی سب کو اپنے ساتھ لے لیتے۔ راستے میں صرف اپنے ہی کھانے پینے کا انتظام نہ فرماتے بلکہ اسے فقط سفر کیلئے انتظام فرماتے۔ ایک سال جب آپ حج کیلئے جا رہے تھے۔ تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ اونٹوں پر تو صرف بھنے ہوئے مرغ لدے ہوئے ہیں۔

-☆- جو لوگ بھی آپ کے ہمراہ جانے کیلئے آتے ان سے فرماتے اپنی اپنی رقمیں میرے پاس جمع کر دو لوگ اپنی اپنی تھیلیاں آپ کے حوالے کرتے آپ ان تھیلیوں پر مالکوں کا نام لکھ کر حفاظت سے رکھ لیتے اور راستے بھر اپنے پاس سے خرچ کرتے۔ ساتھیوں کو اچھے سے اچھا کھلاتے۔ لوگوں کے آرام اور جذبات کا پورا پورا خیال رکھتے اور ہر طرح کی سہولت پہنچانے کا اہتمام کرتے۔

-☆- حج سے فارغ ہو کر مدینے جاتے اور روضہ اطہر کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی کرتے۔ پھر جب واپسی کا ارادہ کرتے تو ساتھیوں سے کہتے اپنے گھر والوں کیلئے ضرورت کی جو چیزیں خریدنا چاہو خرید لو۔ لوگ اپنے گھر والوں کیلئے ضرورت کا سامان' دوست احباب کیلئے تحفے خرید لیتے اور حضرت کشادہ دلی سے ان کی قیمتیں ادا فرما دیتے۔ حج سے واپس گھر پہنچتے تو اپنے سارے ساتھیوں کی دعوت کرتے' دعوت کے بعد ایک نشست ہوتی اور آپ ہر ایک رفیق سفر کو اس کی امانت میں رکھی ہوئی تھیلی واپس کر دیتے۔

-☆- ایک بار دوستوں نے پوچھا' حضرت! آپ بتاتے نہیں کہ حج کے

دوران سارا خرچہ آپ اپنے پاس سے کرتے ہیں۔ فرمایا! اگر میں پہلے سے یہ بات بتادوں کہ تمہاری رقمیں محفوظ رہیں گی اور میں اپنے پاس سے ہر طرح کا خرچ کروں گا تو کون آسانی سے تیار ہو گا کہ راستے میں میری رقم سے کھائے اور میری ہی رقم سے اپنے گھروالوں اور دوستوں کیلئے سب کچھ خریدے۔

-☆-☆ اگر میں شروع ہی میں ان پر یہ راز کھول دوں یا ان کی رقمیں لے کر محفوظ نہ رکھوں تو ممکن ہے کہ یہ میرے ساتھ ہی نہ جائیں اور میں ان کی رفاقت اور خدمت سے محروم رہ جاؤں اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ یہ زیارت حرمین کی سعادت سے محروم رہ جائیں۔ اس بہانے مجھے موقع مل جاتا ہے کہ میں خدا اور رسول ﷺ کے مہمانوں کی کچھ تواضع کرلیتا ہوں اور اپنا مال خرچ کرنے کی سعادت پالیتا ہوں۔ تم ہی بتاؤ اپنا دل پسند مال خرچ کرنے کا مصرف اس سے بڑھ کر کیا ہو گا کہ آدمی خدا اور رسول ﷺ کے ان مہمانوں پر خرچ کرے' جو خدا اور رسول ﷺ کے گھر کی زیارت کیلئے اپنے گھروں سے نکلے ہوں۔

## ○ صاحبزادی کا رشتہ ○

-○- خلیفہ عبدالملک کے صاحبزادے ولید جب سن شباب کو پہنچے تو آپ کو ان کی شادی کی فکر ہوئی اور خلیفہ کی نظر سعید بن مسیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پر پڑی۔ سعید بن مسیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جلیل القدر تابعی تھے۔ مدینے میں ان کے علم و پرہیزگاری کا بڑا چرچا تھا۔ حدیث و فقہ کے امام تھے۔ ان کی ایک لڑکی تھی' حسن و جمال کا پیکر' قرآن و سنت کی حافظہ اور نہایت ہی سلیقہ شعار۔

-○- چنانچہ خلیفہ عبدالملک نے اپنے صاحبزادے ولید کا پیغام حضرت سعید بن مسیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں بھیجا۔ حضرت بھلا کہاں منہ لگانے والے تھے۔ ان کی نگاہ میں دنیوی جاہ و جلال کی کیا قدر۔ حضرت نے صاف انکار کردیا۔ خلیفہ کو خلاف توقع یہ انکار سخت ناگوار گزرا اور انہوں نے طرح طرح سے

حضرت پر دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ جب اس سے بھی کام نہ چلا تو خلیفہ نے ان پر سختیاں شروع کیں۔ طرح طرح سے ان کو اذیتیں دینے لگے، لیکن سعید بن مسیب رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ نے سب کچھ جھیلا اور ہرگز راضی نہ ہوئے اور صاف صاف کہہ دیا۔ میں دنیا بنانے کی خاطر اپنے جگر گوشے کی عاقبت ہرگز برباد نہیں کر سکتا اور خلیفہ ہر طرح کی کوششیں کر کے آخر کار مایوس ہو گئے۔

-O- حضرت سعید بن مسیب رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ اپنے مکان ہی پر حدیث کا درس دیتے تھے اور تشنگان علم دور دور سے اپنی علمی پیاس بجھانے آتے۔ انہی طلبہ میں ایک نہایت غریب اور معمولی حیثیت کے شخص ابو وداعہ بھی تھے۔ یہ بڑی پابندی سے درس میں شریک ہوتے اور بڑی توجہ سے حدیث کا علم سیکھتے۔ ان کی نیکی، تقویٰ اور شوق علم سے حضرت سعید بن مسیب رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ بہت متاثر تھے۔ یہ دنیوی لحاظ سے معمولی حیثیت کے مالک تھے لیکن دینی لحاظ سے اللہ تعالٰی نے ان کو مالا مال کر رکھا تھا۔

-O- ابو وداعہ پابندی سے درس میں آتے۔ ایک بار چند دن غیر حاضر رہے۔ سعید بن مسیب رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ کو فکر ہوئی کہ ابو وداعہ چند روز سے کیوں غائب ہیں۔ دریافت حال کیلئے ایک آدمی بھیجا۔ ابو وداعہ اسی وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلام کیا اور ادب سے حضرت کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔

-O- ابو وداعہ تم کئی روز سے کہاں غائب ہو؟

-O- (غمگین آواز میں) حضرت میری شریک حیات کا انتقال ہو گیا۔ بچے چھوٹے چھوٹے ہیں ان کی دیکھ بھال اور گھر کا کام کاج سب مجھے ہی کرنا پڑتا ہے۔ بڑی پریشانی ہے۔ اسی پریشانی میں آپ کے فیض سے بھی محروم رہا۔ -O- اچھا تمہاری شریک حیات کا انتقال ہو گیا۔ تم نے مجھے اطلاع کیوں نہیں کی۔ میں تجہیز و تکفین میں شریک ہوتا۔

-O- حضرت میں نے سوچا آپ مصروف آدمی ہیں مسجد اور گھر کے سوا کہیں جاتے بھی نہیں۔ آپ کو کیا زحمت دوں۔ خدا کا شکر ہے سارے کام بخیرو خوبی انجام پا گئے۔

-O- تھوڑی دیر میں جب سارے طالب علم رخصت ہونے لگے تو ابو وداعہ نے بھی اجازت چاہی۔ حضرت سعید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو اپنے پاس بلایا۔ کچھ رقم دی اور ہدایت فرمائی کہ تم اس سے اپنا قرض ادا کرو۔ پھر پوچھا۔ کہو تم نے دوسری شادی کی فکر بھی کی یا نہیں؟

-O- ابو وداعہ کا دل بھر آیا' آنکھوں سے آنسو جھلکنے لگے اور بولے۔ حضرت میں نے قریش کا ایک ایک خاندان چھان مارا اور ایک ایک سے درخواست کی مگر حضرت کسی نے میرا پیغام قبول نہ کیا۔ میرے پاس جائیداد ہے نہ مال و دولت۔ میں ایک نادار فاقہ کش انسان ہوں۔ پھر چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ حضرت! میرے پاس تو خدا کی محبت اور خوف کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔

-O- اللہ اکبر! لوگ تمہیں صرف اس لئے قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں کہ تم نادار اور مفلس ہو۔ خدا گواہ ہے تم معمولی آدمی نہیں ہو' تمہارے پاس دین کی دولت ہے' علم دین کا جذبہ ہے اور حضرت سعید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک سرد آہ بھر کر خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا اور ابو وداعہ کے کندھے پر شفقت و محبت سے ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔ ابو وداعہ! تم تیار ہو میں تمہیں اپنی فرزندی میں لینا چاہتا ہوں۔ ابو وداعہ کو اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔ وہ خلاف امید یہ خوش خبری سن کر حیران رہ گئے اور ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا جواب دیں۔

-O- حضرت نے پھر ابو وداعہ سے کہا' بیٹے! بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟

-O- حضرت! اس سے بڑھ کر میری خوش نصیبی کیا ہو گی کہ آپ مجھے اپنی سرپرستی میں قبول فرمالیں۔ ابو وداعہ نے کہا۔

-O- حضرت نے اسی وقت کچھ لوگوں کو بلوایا اور ان کی موجودگی میں چند

درہم مہر پر ابووداعہ سے اپنی پیاری لڑکی کا نکاح پڑھا دیا۔ اس لڑکی کا نکاح جس کیلئے انہوں نے شہزادہ ولید کا رشتہ ٹھکرا دیا تھا اور خلیفہ عبدالملک کے ظلم و ستم سہے، لیکن کسی طرح تیار نہ ہوئے۔

-O- نکاح مسنون ہو گیا اور ابووداعہ خوشی سے جھومتے ہوئے اپنے گھر پہنچے گھر پہنچ کر خوشی خوشی اپنی ماں کو سارا واقعہ سنایا۔ ماں نے واقعہ سنا تو دیر تک خدا کا شکر ادا کرتی رہیں۔ اب ابووداعہ اور ان کی ماں کو فکر یہ تھی کہ وہ رخصتی کیلئے ضروری سامان کہاں سے مہیا کریں۔ رمضان کے دن تھے۔ دونوں نے روزہ افطار کیا اور اسی فکر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

-O- کون.......؟ ابووداعہ نے پوچھا۔

-O- میں ہوں سعید۔

-O- آواز تو جانی پہچانی تھی، لیکن ابووداعہ حیران کہ حضرت سعید یہاں کیسے، وہ تو اپنے گھر اور مسجد کے سوا کہیں جاتے نہیں۔ آخر یہاں وہ کیسے آگئے۔ حیرت اور مسرت کے ساتھ دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ واقعی حضرت سعید بن مسیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے مسکرا رہے ہیں۔ نظریں چار ہوئیں اور حضرت سعید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فوراً کہا، السلام علیکم۔

-O- وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ! حضرت آپ نے مجھے بلوا لیا ہوتا۔ آپ نے کیوں زحمت فرمائی۔ بیٹے کوئی حرج نہیں۔ میں نے سوچا کہ تمہاری بیوی موجود ہے، تو تم رات تنہا کیوں بسر کرو۔ تمہاری بیوی کو لے کر آیا ہوں۔ یہ کہا اور لڑکی کو اشارہ کر کے گھر کے اندر داخل کر دیا اور ابووداعہ سے رخصت لے کر اسی وقت واپس ہو گئے۔ ابووداعہ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ حیرانی اور خوشی کے عالم میں ڈگمگاتے قدموں کے ساتھ اپنی چاند سی بیوی کو لے کر ماں کے پاس پہنچے۔ ماں نے اسی وقت اپنے تمام پڑوسیوں میں خوشی کا اعلان کر دیا کہ مدینے کے امام حضرت سعید بن مسیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی پیاری لڑکی کا نکاح میرے

بیٹے ابووداعہ کے ساتھ کر دیا ہے اور ابھی ابھی اس پیکر سیرت و جمال کو میرے گھر پہنچا گئے ہیں۔

-O- ابووداعہ کی ماں نے دلہن کو سنوارا۔ بیٹے کو مبارک باد دی۔ پڑوسیوں نے بھی مبارکباد دی اور سب حیران تھے کہ آخر سعید بن مسیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے عظیم شخص نے ابووداعہ کو کیسے منتخب کر لیا۔

-O- اور جب حضرت ابووداعہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات اس چاند کے ٹکڑے سے ہوئی تو دیکھا کہ ان کی رفیقہ حیات قرآن و سنت کی حافظہ، علم تہذیب سے آراستہ ایک فرشتہ صفت حسن و جمال کا پیکر حور ہے۔ ابووداعہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا دل خوشی اور نور سے جگمگا اٹھا۔

## ☆ نکاح کے لئے انتخاب معیار ☆

☆..☆ عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حدیث کے مشہور امام گزرے ہیں۔ ان کے وسیع علم، تقویٰ اور نیکی کی گواہی دیتے ہوئے حضرت ذہبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ "ابن مبارک نیکی، حسن عبادت، خلوص، وسعت علم، جذبہ جہاد، غم خواری، جواں مردی، راہ حق میں استقامت اور دوسری تمام اخلاقی خوبیوں میں ممتاز ہیں اور خدا گواہ ہے کہ ان کی انہی خوبیوں کی وجہ سے میں ان سے محبت کرتا ہوں اور صرف اللہ کی خاطر ان سے محبت کرتا ہوں۔ ان کی محبت سے مجھے بھلائی کی امید ہے۔"

☆..☆ حضرت عبداللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد حضرت مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دولت مند کے باغ کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ مالک ان کی دیانت اور لیاقت کی وجہ سے ان سے بہت ہی خوش تھے۔ ایک دن مالک نے ان کی کارگزاری سے خوش ہو کر ان کو اپنے پاس بلایا اور کہا مبارک میں یہ چاہتا ہوں کہ کل سے تم باغ کی دیکھ بھال کو کسی دوسرے آدمی کے سپرد کر دو اور میری

صحبت میں میرے ساتھ رہا کرو۔ مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خاموش رہے تو مالک نے کہا مبارک! میں نے سوچ سمجھ کر تمہیں یہ اعزاز دیا ہے' تمہارے پاس باغ کی نگرانی کیلئے کئی آدمی ہیں' تم جس کو مناسب سمجھو یہ ذمہ داری سونپ دو اور کل سے میری مجلس میں بیٹھا کرو۔

☆..☆ مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شکریہ ادا کیا اور سلام کر کے چلے آئے اور دوسرے دن باغ کی نگرانی ایک دوسرے آدمی کے سپرد کر کے مالک کی مجلس میں بیٹھنے لگے۔ اب تو مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے جوہر اور کھلنے لگے اور باغ کے مالک ان سے اس قدر متاثر ہوئے کہ گھریلو کام میں بھی ان سے ضرور مشورہ لیتے اور مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کرتے۔

☆..☆ ایک دن باغ کے مالک کچھ فکرمند تھے۔ مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سمجھ گئے کہ ضرور آج ان کو کوئی پریشانی لاحق ہے۔ پوچھا' حضور کیا بات ہے آج آپ کچھ فکرمند نظر آرہے ہیں؟ جی ہاں! آج ایک مسئلہ میں میرا ذہن الجھا ہوا ہے اور تم سے اس معاملے میں مشورہ کرنا ضروری ہے اور مالک نے رازداری کے ساتھ مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے مشورے کیلئے اپنا مسئلہ رکھا۔

☆..☆ مبارک بھائی بات یہ ہے کہ لڑکی جوان ہو گئی ہے اور اس کے پیغام آنے لگے ہیں۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ جلد سے جلد اس کی شادی کر دوں۔ پیغام کئی ہیں' سمجھ میں نہیں آرہا کہ کس پیغام کو قبول کروں اور کس کا انکار کروں۔

☆..☆ مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے غور سے اپنے مالک کی باتیں سنیں' پھر فرمایا! اس کا فیصلہ کرنا تو کوئی ایسی دشوار بات نہیں ہے۔ جاہلیت کے دور میں عرب کے لوگ تو حسب نسب کو دیکھتے تھے' یہود مال و دولت پر جان دیتے ہیں اور نصاریٰ حسن و جمال پر جان چھڑکتے ہیں' مگر اسلام کی ہدایت یہ ہے کہ دین و اخلاق کو ترجیح دی جائے۔ اب آپ آسانی سے فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آپ کے نزدیک قابل ترجیح کیا چیز ہے۔

☆..☆ مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ باتیں سن کر مالک بہت خوش ہوئے' دل ہی دل میں ان کی دانائی اور عقلمندی کی تعریف کی' فوراً گھر گئے۔ اپنی بیوی کو پورا واقعہ سنایا۔ بیوی نے بھی مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے عاقلانہ مشورے کی تعریف کی' مالک نے بیوی کو بھی متوجہ پایا تو بولے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اپنی پیاری بیٹی کا نکاح مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے کردوں۔ ایسا دیانتدار' عقلمند اور خدا ترس نوجوان ملنا مشکل ہے۔

☆..☆ ارے یہ کیا' غلام سے اپنی بیٹی کا نکاح! بیوی نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ کیوں کیا بات ہے۔ کیا دین و اخلاق میں وہ سب سے افضل نہیں ہے؟ کیا اسلام نے نکاح کیلئے یہ معیار بتا کر کوئی غلطی کی ہے؟ خدا کے رسول ﷺ نے جب یہ ہدایت دی ہے کہ نکاح کے انتخاب میں دین و اخلاق کو دیکھو تو یقیناً یہی بات صحیح ہے۔ اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔ اب مجھے زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیوی بھی راضی ہو گئی اور باغ کے مالک کی چاند سی لڑکی کا نکاح مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ کردیا گیا۔ اسی لڑکی سے مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ باپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور یہی وہ عبداللہ ابن مبارک ہیں جو آسمان حدیث پر سورج بن کر چمکے۔

## ○ مقروض کی مدد کا مثالی انداز ○

☆-☆ حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر شام کے سفر پر جاتے۔ راستے میں رقہ کے مقام پر ایک سرائے تھی۔ ہمیشہ سرائے میں آپ قیام فرماتے۔ اس سرائے میں ایک نوجوان تھا۔ جب بھی آپ وہاں جاتے وہ جی جان سے آپ کی خدمت کرتا اور آپ سے حدیثیں سیکھ کر یاد کرتا۔ آپ بھی بڑی شفقت اور محبت سے اس کو حدیثیں سکھاتے۔

☆-☆ ایک بار جب آپ سرائے میں پہنچے تو وہ نوجوان نظر نہیں آیا۔ آپ کو

بہت فکر ہوئی۔ لوگوں سے پوچھا کہ وہ نوجوان دکھائی نہیں دیتا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ قید میں ہے۔ وجہ معلوم کی تو لوگوں نے بتایا کہ اس پر ایک شخص کا قرضہ تھا۔ قرضے کی رقم بہت زیادہ تھی۔ قرض خواہ اکثر تقاضے کرتا اور اس کے پاس کچھ نہیں تھا کہ اس کو دیتا۔ آخر اس نے تنگ آکر اس کو گرفتار کرا دیا۔

☆-☆ آپ کی بے چینی بڑھنے لگی اور آپ اس وقت اس قرض خواہ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ معلوم کرتے کرتے اس کے گھر پہنچے۔ اس سے تنہائی میں فرمایا۔ بھائی سرائے میں رہنے والے اس نوجوان پر تمہارا کتنا قرضہ ہے۔ جس کو تم نے گرفتار کرا دیا ہے۔ تم قرضے کی ساری رقم مجھ سے لے لو اور میں تمہارا احسان مانوں گا کہ تم اس کو چھڑا دو اور اس کو خدا کا واسطہ دے کر کہا کہ دیکھو یہ راز کسی کو بتانا نہیں۔ وہ خوشی خوشی راضی ہو گیا کہ رقم ملنے کی سبیل پیدا ہو گئی اور وعدہ کر لیا کہ کسی کو یہ راز نہیں بتاؤں گا۔ آپ نے اسی وقت اس کی ساری رقم ادا کر دی اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔

☆-☆ نوجوان جب قید سے رہا ہو کر سرائے پہنچا تو اس کو معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آئے تھے اور اس کا پوچھ رہے تھے۔ نوجوان یہ خبر سنتے ہی ملاقات کیلئے بیتاب ہو گیا۔ اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا اور دل میں ٹھانی کہ جیسے بھی ہو حضرت سے ضرور ملاقات کروں گا۔

☆-☆ کئی دن تک سفر کرتے کرتے اور پوچھتے پوچھتے آخر کار حضرت کی خدمت میں جا پہنچا۔ نوجوان کو دیکھ کر حضرت بہت خوش ہوئے۔ دیر تک اس کی خیریت پوچھتے رہے۔ دعائیں دیتے رہے۔ نوجوان نے اپنی گرفتاری اور رہائی کا سارا قصہ سنایا' اور بتایا کہ سرائے میں خدا کا کوئی رحم دل بندہ آیا تھا۔ اس نے محض خدا کی رضا کیلئے میرے قرضے کی ساری رقم میری طرف سے ادا کر دی اور میں رہا ہو گیا۔ معلوم نہیں کون تھا۔ میرے دل کی گہرائیوں سے آٹھ پہر اس کیلئے دعائیں نکلتی ہیں۔

☆-☆ حضرت نے غور سے اس کی آپ بیتی سنی۔ اس کو شکر کی تلقین کی کہ خدا ہی ہر مصیبت سے نجات دلانے والا ہے۔ جب حضرت اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اس قرض خواہ نے یہ راز ظاہر کیا کہ وہ رقم ادا کرنے والے حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔

☆-☆ ایک پریشان حال اور نادار شخص پر سات سو کا قرضہ تھا۔ لوگوں نے حضرت سے اس کی پریشانی اور قرض کا ذکر کیا۔ حضرت نے اسی وقت اپنے مینجر کے نام رقعہ لکھا اور اس شخص کو بلوا کر اس کے حوالے کیا اور فرمایا۔ جاؤ یہ رقم لے کر اپنا قرضہ ادا کر دو۔ وہ شخص رقعہ لے کر خوشی خوشی مینجر کے پاس پہنچا۔ مینجر کو حضرت کا رقعہ دیا اور خوشی میں زبانی بھی مینجر کو بتایا کہ مجھ پر سات سو کا قرضہ ہے۔ میرے پاس دینے کیلئے پائی نہیں ہے۔ قرض خواہ تقاضے کر رہا ہے' خدا حضرت کو خوش رکھے کہ انہوں نے خود ہی سات سو کیلئے یہ رقعہ آپ کے نام لکھ دیا ہے۔

☆-☆ تمہارے ذمہ کتنا قرضہ ہے؟ مینجر نے رقعہ لانے والے سے پوچھا۔

☆-☆ سات سو کا قرضہ ہے اور حضرت نے پوری رقم دینے کیلئے لکھا ہے۔ مجھے فرمایا تھا' یہ رقم لے کر اپنا قرضہ ادا کر دو۔ رقعہ لانے والے نے وضاحت کی۔

☆-☆ اچھا تو آپ ذرا دیر یہاں ٹھہریں میں مینجر سے رقم کے بارے میں ذرا معلوم کر لوں۔ مینجر نے کہا۔

☆-☆ کیا اس میں کچھ کم رقم لکھی ہے؟ رقعہ لانے والے نے ذرا پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

☆-☆ نہیں' بلکہ اس میں بھولے سے حضرت نے سات ہزار کی رقم لکھ دی ہے۔ مینجر صاحب نے بتایا۔

☆-☆ اور حضرت کی خدمت میں ایک پرچہ لکھ کر بھیجا کہ یہ شخص سات سو کا

مقروض ہے اور آپ نے پرچے میں سات ہزار بھولے سے لکھ دیئے ہیں۔

☆-☆ حضرت نے پھر جواب میں رقعہ بھیجا کہ اب اسے چودہ ہزار کی رقم دے دو۔

☆-☆ مینجر نے پھر حضرت کی خدمت میں پرچہ لکھا کہ آپ اگر یہ دولت اسی طرح لٹاتے رہے تو تھوڑے ہی دنوں میں یہ سارا خزانہ ختم ہو جائے گا۔

☆-☆ حضرت نے رقعہ پڑھا تو کچھ رنجیدہ ہوئے اور مینجر کو لکھا کہ آپ براہ کرم اس کو چودہ ہزار کی رقم دے دیں۔ میں دنیا لٹا کر آخرت سمیٹنے کی فکر کر رہا ہوں۔ تم نے شاید راحت جاں ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا:

☆-☆ "اگر کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو کسی ایسی بات سے اچانک خوش کر دے جس کی اسے امید نہ ہو تو اللہ کریم اس کی مغفرت فرمادے گا۔"

☆-☆ تم ہی بتاؤ کیا چودہ ہزار (دوسری بار حضرت نے سات ہزار کے بجائے چودہ ہزار کی رقم اس لئے لکھی کہ سات سو کے بجائے سات ہزار کی بات تو اسے مینجر سے معلوم ہی ہو گئی تھی۔ اب سات ہزار کے بجائے جب اچانک وہ چودہ ہزار کی رقم خلاف امید دیکھے گا تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہے گی اور بندہ مومن کی اسی خوشی پر خدا کا دریائے رحمت جوش میں آتا ہے۔) کیا حقیر رقم میں مغفرت کا یہ سودا گھاٹے کا سودا ہے؟

## ☆ پڑوسی کا ایمان افروز سلوک ☆

O..O وہ ایک معمولی موچی تھا۔ مگر محبوب کریم ﷺ کی پیروی کرنے والے ایک امتی نے اپنے حسن سلوک سے اس کو کوفے کا مشہور اور قابل احترام فقیہ بنا دیا۔ شراب و کباب، عیش و طرب اور عیاشی یہی اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ رات کا اندھیرا بڑھتے ہی اس کے رنگین مزاج اور عیاش طبع دوست آکر جمع ہو جاتے۔ شراب کباب کا دور چلتا اور گانے بجانے کی محفل جمتی وہ خود بھی

نشے میں بدمست ہوتا اور اس کے یاران محفل بھی۔ پھر وہ مزے میں آکر بڑی دردناک اور پر سوز آواز میں یہ شعر پڑھتا۔

O..O ترجمہ:۔ "دنیا والوں نے مجھے برباد کر دیا اور کیسے جوان کو انہوں نے برباد کر دیا۔ جو جنگ کے میدان میں اپنے جوہر دکھاتا اور سرحد کی حفاظت میں اپنی جان لڑا دیتا۔"

O..O امام اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دل ہی دل میں بہت کڑھتے۔ اس لئے بھی کہ ان کے ذکر و فکر میں خلل پڑتا اور اس لئے بھی کہ یہ غریب موچی دن بھر مزدوری کر کے کسی محنت سے چند پیسے کماتا ہے اور یہ محنت کی کمائی کس طرح شراب و کباب میں برباد ہو جاتی ہے۔ مگر کبھی پڑوسی کو سخت سست نہ کہا۔ ایسا نہ ہو کہ پڑوسی کے دل کو تکلیف پہنچ جائے' اور جب وہ مدہوشی کے عالم میں یہ شعر پڑھتا تو آپ تڑپ اٹھتے اور سوچ میں پڑ جاتے کہ کس طرح اس جوان کو برباد ہونے سے بچایا جائے۔

O..O موچی دن بھر محنت مزدوری کرتا اور رات کو شراب کباب اور رقص و سرور کی محفل جمتی۔ امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بڑی پریشانی محسوس کرتے' مگر اس سے ایک لفظ نہ کہتے' البتہ جب وہ دردناک لہجے میں اپنا پسندیدہ شعر گاتا تو آپ پریشان ہو جاتے۔ ایک عرصے تک یہی ہوتا رہا۔

O..O ایک شب اتفاق سے شہر کا کوتوال چند پہرے داروں کے ساتھ ادھر آنکلا۔ اس کے کان میں جب گانے بجانے کی آواز آئی تو وہ رک گیا۔ معلوم کیا کہ یہ کس کا مکان ہے۔ لوگوں نے پوری روداد سنائی اور کوتوال نے موچی کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔

O..O صبح ہوئی اور امام صاحب باہر نکلے تو آپ نے پوچھا ہمارے پڑوسی کے یہاں رات بڑی خاموشی رہی' لوگوں نے بتایا حضرت اس کو تو رات کو کوتوال نے گرفتار کر لیا اور جیل بھیج دیا۔ امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ خبر سن کر

بہت رنج ہوا۔ اسی وقت سواری منگوائی لباس تبدیل کیا اور ایوان حکومت کی طرف روانہ ہو گئے۔ خلفائے عباسیہ کا دور تھا اور کوفہ کے گورنر عیسیٰ بن موسیٰ تھے۔ یہ خلیفہ منصور کے بھتیجے تھے اور نہایت ہی ہوشیار مدبر اور بہادر تھے۔ امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ محل کے قریب پہنچے تو اطلاع کرائی۔ عیسیٰ ابن موسیٰ کو معلوم ہوا کہ امام صاحب آرہے ہیں تو بہت خوش ہوئے اور حاریوں کو امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے استقبال کیلئے روانہ کیا اور حکم دیا کہ امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو سواری پر ہی اندر لایا جائے۔ امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی سواری اندر آئی تو تعظیم کیلئے خود اٹھے۔ آگے بڑھ کر امام صاحب کو اتارا سلام دعا کے بعد عزت کے ساتھ اپنے مسند پر بٹھایا' خود سامنے بیٹھے اور نہایت ادب سے پوچھا حضرت! کیسے زحمت فرمائی؟ مجھے بلا بھیجتے میں حاضر خدمت ہو جاتا۔

O..O ایک ضروری کام تھا۔ امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

O..O ارشاد فرمایئے' حکم بجالانا ہماری سعادت ہے۔ گورنر نے نہایت ادب سے کہا۔

O..O بات یہ ہے کہ ہمارے پڑوس میں ایک موچی رہتا تھا وہ رات بھر اپنے شغل میں لگا رہتا اور ہمیں بیدار رکھتا۔ کل وہ گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا ہے میں اس لئے آیا ہوں کہ میرے پڑوسی کو رہا کر دیا جائے۔

حضرت! یہ کون سی اہم بات تھی کہ آپ اس کیلئے خود تشریف لائے۔ آپ نے کسی سے کہلوا دیا ہوتا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا اور اسی وقت جیلر کو آرڈر بھیجا کہ گزشتہ شب جو موچی گرفتار کیا ہے۔ اس کو رہا کر کے ہمارے پاس بھیج دیا جائے۔

O..O آرڈر پہنچتے ہی موچی رہا کر دیا گیا اور گورنر کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ موچی رہا ہو کر پہنچا اور دیکھا کہ امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی موجود ہیں تو بہت شرمندہ ہوا۔

O..O امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا شکریہ ادا کر کے رخصت ہوئے اور

موچی کو بھی اپنے ساتھ جانے کیلئے کہا۔ وہ شرم سے گردن جھکائے خاموش آپ کے ساتھ ہو لیا۔ امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھلا یہ کیسے گوارا کرتے کہ ان کا پڑوسی اس طرح مضمحل اور افسردہ دل رہے۔ بڑی شفقت اور محبت سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "کہو بھائی! ہم نے تمہیں ضائع تو نہیں کیا؟"

O..O امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ مثالی سلوک دیکھ کر اس کا دل بھر آیا۔ اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ وہ اس فرشتہ صفت انسان کو کیا جواب دے۔ اپنی حالت اور امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ سلوک دیکھ کر وہ سوچنے لگا کہ میں بھی کیسا ظالم انسان ہوں' ایسے انسان کو میں رات بھر اپنی رنگ رلیوں سے ستاتا رہا' اس کا جی چاہا کہ اپنے آپ کو امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں ڈال دے اور دھاڑیں مار مار کر روئے۔ وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔

O..O امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی کیفیت کو بھانپ گئے اور نہایت شفقت کے ساتھ بولے' دیکھو بھئی' ہم نے تمہیں برباد نہیں ہونے دیا۔ تمہارا وہ شعر ہمیں بہت پسند ہے جو تم پرسوز آواز میں پڑھا کرتے تھے؟"

O..O "حضرت! واقعہ یہ ہے کہ آپ نے پڑوس کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے میرے آنکھیں کھول دیں' میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب یہ حرکتیں کبھی نہ کروں گا اور پھر تو اس کا یہ حال تھا کہ محنت مزدوری سے جو وقت بچتا وہ امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے درس میں پہنچ جاتا۔ اس کا علمی شوق بڑھتا رہا اور دھیرے دھیرے اس کا ذوق اس قدر بڑھ گیا کہ فقہ میں اس نے گہری بصیرت پیدا کر لی اور کوفے میں فقیہ کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔ امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حسن سلوک نے اس کی شخصیت بدل دی۔

## O مثالی ماں کی مثالی تعلیم O

☆- - گھر سے نکلے ہوئے کئی سال ہو چکے تھے اور اب رو رو کر بوڑھی ماں کی

یاد اور وطن کی محبت ستا رہی تھی اور یہ تمنا تھی کہ بوڑھی ماں سے زندگی میں ملاقات کا شرف حاصل کر سکوں اور میری پیاری ماں اپنی آنکھوں سے یہ دیکھ کر باغ باغ ہو جائیں کہ پاک تمناؤں کا جو پودا انہوں نے لگایا تھا اور جس کی شادابی کیلئے انہوں نے راتوں کو اٹھ اٹھ کر تنہائی میں اپنے خدا کے حضور دامن پھیلا پھیلا کر اور آنسو بہا بہا کر دعائیں کی تھیں۔ آج وہی پودا خدا کے بے پایاں فضل اور ان کی مقبول دعاؤں کی برکت سے دین و دنیا کے پھلوں سے لدا ہوا ہے۔ اس شوق نے کچھ ایسا زور کیا کہ میں نے اسی وقت امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

☆- - سے اجازت چاہی اور کہا اب میں چاہتا ہوں کہ جلد سے جلد اپنی بوڑھی والدہ کی خدمت میں پہنچ جاؤں جو آٹھ پہر مجھے یاد کرتی رہتی ہوں گی اور میرے تصور میں بے قرار ہوں گی۔

☆- - امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سنا تو تاکید فرمائی کہ شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً سفر کی تیاری کرو۔ چنانچہ میں نے اسی وقت سامان سفر باندھنا شروع کر دیا۔ امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک آدمی پہلے مکہ کی طرف روانہ کر دیا کہ وہ جا کر پہلے سے میرے گھر والوں کو یہ اطلاع کر دے کہ ادریس شافعی تعلیم سے فارغ ہو کر مکے پہنچ رہے ہیں۔

☆- - اور اب میں اس شان کے ساتھ ہجوم شوق میں روانہ ہوا کہ میرے آگے پیچھے خراسانی گھوڑے اور مصری خچر کپڑوں' غلوں اور درہم و دینار سے لدے ہوئے تھے۔ سفر تو میں برسوں سے کر رہا تھا لیکن آج سفر انتہائی طویل محسوس ہو رہا تھا۔ راستے میں مکے کی گلیوں کا تصور آتا' کبھی بوڑھی ماں کی محبت بھری آواز کا خیال آتا' کبھی اپنے ساتھی یاد آتے اور میں انہی یادوں میں مگن وطن سے قریب ہو رہا تھا۔ جب حدود حرم میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ عورتیں میرے انتظار میں کھڑی ہیں اور میری بوڑھی اور کمزور ماں بھی آغوش محبت پھیلائے مجھے گلے لگانے کیلئے بیتاب ہیں۔ جیسے ہی میں قریب پہنچا' گھوڑے سے

نیچے اترا تو ماں نے گلے لگا لیا اور دیر تک خوشی کے آنسو بہاتی رہیں۔ پھر میری بوڑھی خالہ آگے بڑھیں انہوں نے بھی مجھے چمٹا لیا اور میری پیشانی چومتے ہوئے بڑے شوق میں ایک شعر گنگنانے لگیں۔ ترجمہ "موت کی موجیں تیری ماں کو بہا نہیں لے گئیں' آج ہر دل مامتا میں تیرے لئے ماں بنا ہوا ہے۔"

☆۔ مکے کی سرزمین پر یہ پہلے محبت بھرے بول تھے جو میں نے سنے اور خوشی میں میرے دل کی عجیب کیفیت تھی۔ اب مکے کے بہت سے مرد عورتیں' بچے یہاں جمع ہو گئے تھے۔ میں دیر تک وہاں کھڑا کبھی اپنے لائے ہوئے قیمتی سامان کو دیکھتا رہا اور کبھی اپنی بوڑھی ماں کو مگر میں نے دیکھا کہ وہ کچھ غمزدہ سی ہیں۔ سب خوش ہیں مگر میری ماں کے چہرے پر نام کو بھی مسکراہٹ نہیں۔ جب کافی دیر ہو گئی تو میں آگے بڑھنے لگا اور ماں سے بھی عرض کیا کہ چلئے اماں۔ بوڑھی ماں نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور بولیں بیٹے کہاں چلیں؟ میں نے کہا ماں! گھر چلئے۔ بولیں بیٹے یاد ہے جب میں تجھے رخصت کر رہی تھی تو میرے پاس دو پرانی چادروں کے سوا اور کچھ نہ تھا اور میں نے تیرے شوق کو دیکھ کر وہی تیرے حوالے کیں اور اس طرح تجھے گھر سے روانہ کیا کہ تو ایک فقیر تھا اور اس آرزو کے ساتھ روانہ کیا کہ تو حدیث رسول ﷺ کی دولت سے مالا مال ہو کر لوٹے۔ بیٹے! یہ غرور کی پونجی ہے۔ کیا تو یہ سب اس لئے لایا ہے کہ اپنے چچا کے بیٹوں پر اپنی بڑائی جتائے اور انہیں حقیر سمجھے۔

☆۔ میں بالکل خاموش کھڑا اپنی بوڑھی ماں کو تک رہا تھا اور سوچ رہا تھا۔ اللہ اکبر..... دولت دنیا سے یہ بے نیازی' علم دین کی یہ عظمت' خدا پر بھروسہ..... میرا دل عقیدت سے جھک گیا اور میری آنکھیں گرم آنسوؤں سے بھیگ گئیں اور مجھے یقین ہو گیا کہ مجھے جو کچھ ملا ہے ماں کی مقبول دعاؤں اور پاک آرزوؤں کی بدولت ہی ملا ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ برسوں پڑھنے اور سیکھنے کے باوجود بھی آج ریت کے اس ٹیلے کے نیچے بوڑھی ماں نے مجھے جو کچھ سکھایا وہ میں اب تک

جذب نہ کر سکا تھا اور میں نے شوق و محبت میں اپنی ماں کے ہاتھ چوم لیئے۔

☆- - پھر نہایت عاجزی سے میں نے کہا' امی! فرمایئے اب میں کیا کروں؟

☆- - بولیں' بیٹے کرنا کیا ہے' اعلان عام کر دے کہ بھوکے آئیں اور غلہ لے جائیں' پیادے آئیں اور سواریاں لے جائیں' ننگے آئیں اور کپڑے لے جائیں' نادار آئیں اور دولت لے جائیں۔

☆- - میں نے اسی وقت عام اعلان کر دیا اور ذرا دیر میں وہ ساری دولت مکے کے غریبوں اور ناداروں میں تقسیم ہو گئی۔ اب میرے پاس ایک خچر اور پندرہ دینار کے سوا کچھ نہ بچا تھا۔ ہم لوگ مکے میں داخل ہوئے۔ اتفاق سے راستے میں میرا کوڑا گر گیا۔ ایک باندی پیٹھ پر مشک لادے جا رہی تھی۔ اس نے لپک کر کوڑا اٹھایا اور نہایت ادب سے میرے حوالے کیا۔

☆- - میں نے اس باندی کو انعام دینے کیلئے پانچ دینار نکالے تو ماں نے دیکھ کر کہا' بس بیٹے یہی پانچ دینا ہیں تیرے پاس؟

☆- - میں: نہیں! امی! ابھی دس اور ہیں۔

☆- - امی! تو بیٹے وہ دس کس لئے رکھے ہیں؟

☆- - میں: امی! رکھ لئے ہیں کہ وقت بے وقت کام دیں گے اور غلہ بھی تو نہیں بچا ہے۔ شاید آج ہی ضرورت پڑے۔

☆- - امی: ارے بیٹا تعجب ہے دس دینار پر تو اتنا بھروسہ اور سب کچھ دینے والے پر ذرا بھروسہ نہیں۔ نکال سارے دینار اور اس باندی کے حوالے کر۔

☆- - میں نے سارے دینار اس باندی کے حوالے کر دیئے اور اب میرا ہاتھ بالکل خالی تھا' لیکن دل ایسا غنی تھا کہ اس سے پہلے کبھی ایسا غنی نہ تھا۔

☆- - ماں نے خدا کا شکر ادا کیا اور بڑے پیار سے فرمایا' بیٹے! اب تو اسی حال میں اپنے جھونپڑے میں داخل ہو جس حال میں وہاں سے نکلا تھا' مگر آج میرے جھونپڑے میں وہ روشنی ہو گی جو اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ بیٹے! خدا نے

تیری پیشانی میں علم کا نور رکھا ہے' میں نہیں چاہتی کہ یہ نور دنیا کی فانی راحتوں سے دھندلا ہو اور اس میں کمی آئے۔ بیٹے! تجھے یاد ہے میں نے رخصت کرتے وقت تجھے دعا دی تھی کہ خدا تجھے علم کے آسمان پر سورج بنا کر چمکائے۔ بیٹے! میں نہیں چاہتی کہ دنیوی مال و دولت کی بدلیوں میں اس سورج کی روشنی پھیکی پڑے اور اسلامی دنیا اس سے روشن ہو سکے۔

## ☆ بدو کی حیرت انگیز سخاوت ☆

O- - یہ حقیقت ہے کہ ملک میں ہر طرف میری سخاوت' فیاضی اور داد و دہش کے چرچے تھے' ہر زبان پر میری تعریف تھی اور ہر مجلس میں لوگ میری مثال پیش کرتے تھے کہ سخی دیکھنا ہو تو معن ابن زائدہ کو دیکھو۔ مگر ایک بار ایک بدو نے میرے ساتھ فیاضی اور سخاوت کا ایسا سلوک کیا اور ایسی تعلیم دی کہ مجھے اپنی سخاوت پر شرم آنے لگی۔

O- - ہوا یوں کہ امیرالمومنین ابو جعفر منصور مجھ سے خفا ہو گئے اور ان کی خفگی کچھ اتنی زیادہ بڑھی کہ مجھے روپوش ہونا پڑا۔ امیرالمومنین کا غصہ اور بھڑک اٹھا اور انہوں نے ملک میں اعلان کرا دیا کہ جو شخص بھی معن ابن زائدہ کو گرفتار کر کے لائے گا اسے شاہی انعام سے سرفراز کیا جائے گا۔

O- - انعام کا اعلان سنتے ہی لالچی لوگوں کی رال ٹپکنے لگی اور ہر جگہ میری تلاش ہونے لگی۔ میں بھی محتاط ہو گیا اور صبح کہیں شام کہیں' لوگوں کی نگاہوں سے بچنے کی فکر میں رہنے لگا۔ اتفاق کی بات ہے ایک دن میں اپنی کسی ضرورت کیلئے آبادی میں آ رہا تھا کہ ایک سیاہ فام بدو تلوار لٹکائے میرے پیچھے لگ گیا۔ میں کھٹک گیا اور میں نے اونٹ کو تیز کیا' مگر وہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ آگے آیا' میرے اونٹ کی لگام پکڑی اور اس سے پہلے کہ میں کچھ سوچوں یا مدافعت کروں اس نے میرے اونٹ کو بٹھا کر مجھے دونوں ہاتھوں سے جکڑ لیا۔

O- - میں نے اس سیاہ فام سے نرمی کے ساتھ پوچھا تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو کیا کچھ رقم چاہتے ہو؟

O- - امیرالمومنین کو آپ کی تلاش ہے۔ بدو نے مختصر سا جواب دیا۔

O- - امیرالمومنین کو معن ابن زائدہ کی تلاش ہے' تم کیا چاہتے ہو اور مجھے پریشان کرنے سے تمہارا کیا مقصد ہے؟ میں نے اس سے ذرا سخت لہجے میں کہا۔

O- - میں تمہیں جانتا ہوں۔ اس نے مختصر سی بات کہی اور مجھے اور زور سے جکڑ لیا۔ میں نے لاکھ کہا کہ میں معن ابن زائدہ نہیں ہوں' میں تو ایک مسافر ہوں' لیکن بدو نے ایک نہ سنی۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ اس سخت جان بدو سے بچ نکلنے کی کوئی سبیل نہیں ہے تو میں نے اس سے کہا۔ بھائی امیرالمومنین نے میری گرفتاری کیلئے جو انعام مقرر کیا ہے وہ مجھے معلوم ہے دیکھو میرا یہ قیمتی ہار اس انعام سے کئی گنا زیادہ قیمتی ہے' لو تم یہ ہار لے لو اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔

O- - بدو نے اپنی گرفت کچھ ڈھیلی کی' میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ چلو ہار گیا لیکن جان تو بچی' میں نے اپنا ہار اتارا اور اس کو دینے لگا۔ وہ چند لمحے مجھے تکتا رہا' پھر اس نے وہ ہار اپنے ہاتھ میں لیا اور بولا' بے شک یہ ہار اپنی مثال آپ ہے اور یہ اس انعام سے کہیں زیادہ قیمتی ہے جو ابو جعفر نے آپ کی گرفتاری کیلئے مقرر کیا ہے' لیکن نہ مجھے آپ کے اس ہار کی ضرورت ہے اور نہ منصور کے انعام کی۔

O- - میں نے سوچا خدا خیر کرے اس کی نیت بخیر نہیں معلوم ہوتی' میں نے پوچھا پھر تم کیا چاہتے ہو؟ بدو نے کہا میں آپ سے صرف ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں' اگر آپ مجھے صحیح صحیح بتا دیں تو میں آپ کو فوراً چھوڑ دوں گا۔ "پوچھو بھئی کیا پوچھنا چاہتے ہو؟" میں نے حیرت اور بیزاری کے ملے جلے جذبات کے ساتھ کہا۔ "ملک میں ہر طرف آپ کی سخاوت اور فیاضی کے چرچے ہیں۔ ہر جگہ آپ کے کرم و انعام کی تعریفیں ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے اپنی ساری دولت لوگوں پر لٹا دی ہے؟ بدو نے بڑی سنجیدگی سے سوال کیا۔

○- - میں نے حیرت سے اس کے اس سوال کو سنا اور جواب دیا "نہیں ایسا تو نہیں ہے" "تو کیا آپ اپنی آدھی دولت لٹا چکے ہیں؟" بدو نے سوال کیا۔ "نہیں آدھی دولت بھی نہیں لٹائی ہے" میں نے جواب دیا۔ اسی طرح بدو پوچھتا رہا اور میں نہیں، نہیں کہتا رہا۔ یہاں تک کہ جب بدو نے کہا "کیا آپ اپنی دولت کا دسواں حصہ لوگوں کو دے چکے ہیں؟" تو مجھے انکار کرتے ہوئے بڑی شرم آئی، واقعہ تو یہ ہے کہ میں نے اپنی دولت کا دسواں حصہ بھی خدا کے بندوں پر نہیں لٹایا ہے، لیکن بدو سے میں نے یہی کہا۔ جی ہاں میں اپنی دولت کا دسواں حصہ فیاضی میں لٹا چکا ہوں۔ بدو نے کہا مجھے تو ہرگز ایسا معلوم نہیں ہوتا کہ آپ نے دسواں حصہ لٹایا ہو۔"

○- - اور پھر پوری طرح میری طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولا، دیکھئے جناب! مجھے سواری کے لئے نہ گھوڑا میسر ہے نہ اونٹ، میری زندگی کی کل پونجی یہ ہے کہ ابو جعفر کے دربار سے مجھے مہینے میں پانچ درہم مل جاتے ہیں اور یہ ہار جو آپ مجھے دینا چاہتے ہیں، ہزاروں اشرفیوں کا ہے، میری زندگی بھر کی کمائی سے کئی گنا زیادہ ہے، لیکن اس بے سروسامانی کے باوجود میں آپ کا یہ ہار آپ ہی کو بخشتا ہوں اور آپ کی جان بھی بخشتا ہوں اور محض اس لئے بخشتا ہوں کہ مخلوق خدا میں آپ سخاوت اور فیاضی کیلئے مشہور ہیں اور سخی موجود ہیں، لہٰذا میرے محترم بھائی! آپ اپنی سخاوت، فیاضی اور شہرت پر کبھی غرور نہ کریں، مخلوق خدا کی جو بڑی خدمت آپ انجام دے سکیں اسے حقیر سمجھیں اور خدا کے بندوں کے ساتھ جو بھلائی اور سلوک بھی آپ کر سکتے ہیں اس سے ہرگز باز نہ رہیں۔"

○- - بدو نے یہ کہا اور ہار میری گود میں پھینک کر چلتا بنا، میں پوری قوت سے چیخا۔ او بھائی! او بھائی! خدا کی قسم تم نے تو مجھے کہیں کا نہیں رکھا تم نے جو کچھ میرے ساتھ کیا ہے اس کے بجائے تو میرے لئے یہ بات زیادہ آسان تھی کہ تم میرا خون بہا دیتے۔ بھائی! میرے اوپر رحم کرو اور اپنا یہ ہار لے لو، میں یہ ہار

تمہیں دے چکا ہوں اور اب مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

○۔ - بدو میری آہ و فغاں سن کر ہنسا اور کہنے لگا کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ جو کچھ میں نے آپ سے کہا ہے میں اس میں جھوٹا ثابت ہو جاؤں۔ خدا کی قسم میں یہ ہار ہرگز نہ لوں گا۔ میں نے تمہیں نیکی کی تعلیم دی ہے اور نیکی کی تعلیم کا معاوضہ خدا کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔

○۔ - میں نہایت مضمحل' نڈھال اور غمگین اپنے ٹھکانے پر واپس آیا۔ اس واقعے کو کئی دن گزر گئے لیکن اس بدو کی صورت ہر وقت میرے سامنے رہتی۔ اس کی آواز میرے کانوں میں گونجتی اور میں دل ہی دل میں چیخ پڑتا کہ کاش اس نے اس سلوک کے بجائے مجھے ذبح کر دیا ہوتا' کتنا حسین تھا یہ سیاہ فام اور کتنا عظیم تھا یہ قلاش! اور پھر میں دل ہی دل میں معن سے کہتا' معن! اس عظیم انسان کی تعلیم کبھی نہ بھلانا۔

○۔ - تھوڑے عرصے کے بعد امیرالمومنین نے میرا قصور معاف کر دیا اور میں امن و امان سے رہنے لگا۔ اب مجھے اس محسن بدو کی یاد ستانے لگی۔ میرا دل اس کیلئے بے اختیار تڑپنے لگا اور میں سوچتا کاش زندگی میں اس سے ایک بار ہی پھر ملاقات ہو جاتی' میں نے ہر طرف آدمی دوڑائے' بڑے سے بڑے انعام کا اعلان کیا اور یہ تک اعلان کرا دیا کہ بدو کو ڈھونڈ لانے والا شخص جو انعام چاہے گا دوں گا' لیکن بدو کہیں نہ مل سکا۔ وہ ایسا غائب ہوا کہ گویا زمین اسے نگل گئی۔

## ○ مخلوق خدا سے پیار ○

☆..○ حضرت ذالنون مصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں' جس رات آپ کا انتقال ہوا' اسی رات تقریبا ستر بزرگوں نے جان کائنات ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ ان لوگوں سے فرما رہے ہیں۔ آج خدا کا ایک ولی اور دوست آرہا ہے' میں اس کے استقبال کیلئے آیا ہوں

اور جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو لوگوں نے یہ منظر بھی دیکھا کہ پرندوں نے پر باندھ کر آپ کے جنازے پر سایہ کیا۔

☆..O ایک دن آپ کشتی میں سوار دریائے نیل میں سفر کر رہے تھے۔ مریدوں اور عقیدت مندوں کی ایک جماعت بھی ہمراہ تھی۔ سامنے سے ایک دوسری کشتی آئی جس میں لوگ گانے بجانے اور رنگ رلیاں منانے میں مست تھے اور ان کے شور و شغب سے کشتی میں ایک ہنگامہ برپا تھا۔ مریدوں نے یہ منظر دیکھا تو حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے درخواست کی' حضرت! ان کے حق میں بددعا فرمایئے کہ یہ خدا سے غافل اس طرح خرمستیوں میں مبتلا ہیں' بددعا فرمایئے کہ خدا ان سب کو اسی دریا میں غرق کر دے اور خدا کی مخلوق کو ان کی نحوست اور شرارت سے نجات ملے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی وقت دعا کیلئے ہاتھ اٹھا دیئے' مریدوں نے بھی ہاتھ اٹھا دیئے۔

☆..O آپ نے عرض کیا پروردگار! تو نے اپنے ان بندوں کو جس طرح دنیا کی زندگی میں ہر طرح کا عیش اور خوشیاں عنایت فرمائی ہیں' پروردگار! آخرت میں بھی ان کو اسی طرح خوشیاں عطا فرما۔

☆..O دعا کے یہ کلمات سن کر عقیدت مندوں کو سخت حیرت ہوئی' اتنے میں وہ کشتی بالکل آپ کی کشتی کے سامنے آگئی' کشتی قریب آئی اور ان لوگوں نے حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا تو انتہائی شرمندہ ہوئے۔ اپنی پشیمانی اور شرمندگی کا اظہار کیا۔ گانے بجانے کے سارے آلات توڑ کر دریا میں پھینکے' حضرت سے معذرت کی اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کرکے آپ کے مریدوں میں شامل ہو گئے۔

☆..O حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ نے خدا کا شکر ادا کیا اور اپنے مریدوں کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا' تم نے دیکھ لیا سب کی مراد پوری ہو گئی' تمہاری مراد بھی حاصل ہو گئی اور وہ لوگ بھی خدا کے فضل سے اپنی مراد کو پہنچ گئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یوں عشق محبوب ﷺ مرا دم ساز ہوا ہے
لگتا ہے کہ اب عمر کا آغاز ہوا ہے

## چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

| | | | |
|---|---|---|---|
| ☆ | وسیلہ محبوب ﷺ | ☆ | ادب و تعظیم محبوب ﷺ |
| ☆ | گریہ محبوب ﷺ | ☆ | نور الہدیٰ ﷺ |
| ☆ | عشق خیر الوریٰ ﷺ | ☆ | عجب چیز ہے لذت آشنائی |
| ☆ | اطاعت محبوب ﷺ | ☆ | شمس الضحیٰ ﷺ |
| ☆ | شان غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ | ☆ | صاحب الجود والکرم ﷺ |
| ☆ | راحت دو جہاں ﷺ | ☆ | اسلام میں دل جوئی کا مقام |
| ☆ | لفظ ولی کا معنی و مفہوم | ☆ | اسلام میں دل شکنی جائز نہیں |
| ☆ | عقیدت کے پھول | ☆ | کیا وسیلہ سے مانگنا جائز ہے |
| ☆ | آئینہ جمال کبریا ﷺ | ☆ | وسیلتنا فی الدارین ﷺ |
| ☆ | بنا کے مصور نے توڑا قلم | ☆ | جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو |
| ☆ | محبت اور علامات محبت | ☆ | کون کہتا ہے وسیلہ سے مانگنا جائز نہیں |
| ☆ | صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد | ☆ | وبالوالدین احسانا |
| ☆ | عشق است امام من | ☆ | آنچہ خوباں ہمہ دارند |
| ☆ | رحمت دو جہاں ﷺ | ☆ | اہل ایمان سلام کہتے ہیں؟ |
| ☆ | پیکر حسن و جمال ﷺ | ☆ | اسمائے محبوب ﷺ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ☆ | عطائے محبوب ﷺ | ☆ | آمد محبوب ﷺ |
| ☆ | تبسم محبوب ﷺ | ☆ | رفعت محبوب ﷺ |
| ☆ | آداب محبوب ﷺ | ☆ | عشق صدیق ؓ |
| ☆ | کلام محبوب ﷺ | ☆ | عشق بلال ؓ |
| ☆ | اخلاق محبوب ﷺ | ☆ | عشق اویس ؓ |
| ☆ | یاد محبوب ﷺ | ☆ | عشق جامی ؒ |
| ☆ | محبوب کائنات ﷺ | ☆ | عشق رومی ؒ |
| ☆ | گیسوئے محبوب ﷺ | ☆ | میرا محبوب ﷺ کتنا حسین ہے |
| ☆ | در محبوب ﷺ | ☆ | صحابہ کرام ؓ کا مقام عشق |
| ☆ | کمالات محبوب ﷺ | ☆ | افتو منون ببعض الکتاب |
| ☆ | حیات محبوب ﷺ | ☆ | علم ابن الکتاب عشق ام الکتاب |
| ☆ | صورت محبوب ﷺ | ☆ | بکھری زلفیں پریشان چہرہ |
| ☆ | سیرت محبوب ﷺ | ☆ | فان امنوا بمثل ما امنتم بہ |
| ☆ | فرمان محبوب ﷺ | ☆ | مالک دو جہاں ﷺ |
| ☆ | معجزات محبوب ﷺ | ☆ | تعلیمات محبوب ﷺ |
| ☆ | بزم محبوب ﷺ | ☆ | فرمودات محبوب ﷺ |
| ☆ | محبت اور محبوب ﷺ | ☆ | معجزات انبیاء و کرامات اولیاء |
| ☆ | عکس حسن محبوب ﷺ | ☆ | در قرآن نعت محبوب ﷺ |
| ☆ | تعظیم و توقیر محبوب ﷺ | ☆ | شادی کی شرعی حیثیت |
| ☆ | اوصاف محبوب ﷺ | ☆ | پردہ کی شرعی حیثیت |
| ☆ | ذکر محبوب ﷺ | ☆ | ایصال وثواب کی شرعی حیثیت |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | حدیث کی روشنی میں | ☆ | پیام محبت |
| ☆ | اخلاق سے کام لوگر دل جیتنے ہیں | ☆ | وہ مصور کیسا ہوگا؟ |
| ☆ | نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں امن و | ☆ | اہل دل |
| | سکوں ہے | ☆ | صحیفہ عشق |
| ☆ | جنت کے مالک | ☆ | عقل و عشق |
| ☆ | جہنم کا ایندھن | ☆ | عشق اور اہل عشق |
| ☆ | قلب سلیم | ☆ | ذوق زماں |
| ☆ | آداب محبت | ☆ | خیال زماں |
| ☆ | اسلاف کا جذبہ ایثار | ☆ | باب عشق |
| ☆ | اسلاف کا شوق علم | ☆ | داستان عشق |
| ☆ | اسلاف کا اخلاق | ☆ | شمع اور پروانے |
| ☆ | اسلاف کا عشق | ☆ | فضائل و مسائل نماز |
| ☆ | حقیقت عظمت | ☆ | نماز کے طبی فوائد |
| ☆ | حقیقت عشق (۱ تا ۴) | ☆ | نماز کے روحانی فوائد |
| ☆ | حقیقت انساں | ☆ | فضائل قرآن مجید |
| ☆ | عشق کی باتیں | ☆ | سوز محبت |
| ☆ | دیوان عشق | ☆ | اعزاز محبت |
| ☆ | بخشش کے بہانے | ☆ | حقیقی محبت |
| ☆ | عاشقانہ تقریریں | ☆ | حلاوت ایمان |
| ☆ | عالمانہ تقریریں | ☆ | حقیقت ایمان |
| ☆ | درس محبت | ☆ | دعوت فکر |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ☆ | فضائل رمضان وقرآن مجید | ☆ | انما المؤمنون اخوہ |
| ☆ | روزہ کے طبی فوائد | ☆ | خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ |
| ☆ | فضیلت علم اور صاحب علم | ☆ | محبت الٰہی کے ثمرات |
| ☆ | قرآن مجید ایک نعت مسلسل ہے | ☆ | نور بشر کی وضاحت |
| ☆ | ہر گل، ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور | ☆ | میرے مرشد لجپال |
| ☆ | عظمت مصطفیٰ ﷺ | ☆ | خطبات زماں (1 تا 12) |
| ☆ | امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام | ☆ | مقالات زماں (1 تا 10) |
| ☆ | حقوق مصطفیٰ ﷺ | ☆ | مقالات عشق رسول ﷺ |
| ☆ | ورفعنالك ذكرك | ☆ | مقالات سیرت محبوب ﷺ |
| ☆ | سلطان دو جہاں ﷺ | ☆ | مقالات صورت محبوب ﷺ |
| ☆ | نسبت محبوب ﷺ | ☆ | محبت کی لازوال داستاں |
| ☆ | جان ایماں ﷺ | ☆ | مساوات محبوب ﷺ |
| ☆ | روح ایماں ﷺ | ☆ | شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات |
| ☆ | مسلمانوں کے حقوق | | تم سے کیا محبت ہوگئی |
| ☆ | افضل الخلق ﷺ | | جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی |
| ☆ | احسن الخلق ﷺ | ☆ | کھچتی ہے کہاں کٹتی ہے گردن |
| ☆ | اول الخلق ﷺ | | عشق ہے تماشہ نہیں ہے |
| ☆ | پیکر نور ﷺ | ☆ | صبر حسین بھی ہے عشق |
| ☆ | تذکرہ حسن محبوب ﷺ | | صدق خلیل بھی ہے عشق |
| ☆ | اسلام میں دوستی کا تصور | ☆ | دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے |
| ☆ | علم کی فضیلت واہمیت قرآن و | ☆ | عارفانہ تقریریں |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ☆ | بیان عشق و محبت | ☆ | جنت اور اہل جنت |
| ☆ | مدارج عشق و محبت | ☆ | احترام سادات |
| ☆ | کرامات اولیاء | ☆ | دنیا میں جنت |
| ☆ | محبت و محبوبیت | | میری پسند |
| ☆ | ماں کی عظمت | ☆ | روحانی حکایات |
| ☆ | محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے | ☆ | ،گلدستہ حکایات |
| ☆ | علماء کا شرعی مقام اور معاشرتی حیثیت | ☆ | لو میرج کی شرعی حیثیت |
| ☆ | صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عشق | ☆ | صوفیاء اور عشق |
| ☆ | علماء اور عشق | ☆ | شعراء اور عشق |
| ☆ | خواص اور عشق | ☆ | عوام اور عشق |
| ☆ | حلاوت ایمان | ☆ | سلطان دو جہاں ﷺ |
| ☆ | اعزازِ محبت | ☆ | مدارجِ اہل علم |
| ☆ | عشق حقیقی و مجازی | ☆ | راہِ رسمِ عشق و محبت |
| ☆ | صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیارِ ادب و محبت | ☆ | حسین محبوب ﷺ کا حسین تذکرہ |
| ☆ | تاجدار عشق | ☆ | زلفوں کے اسیر |
| ☆ | تجھ سا حسین کوئی نہیں | ☆ | جان کائنات ﷺ |
| ☆ | باعث تسکینِ دل و جان ﷺ | ☆ | عامل اور عملیات |
| ☆ | حُسن ایماں | ☆ | معجزات انبیاء علیہم السلام |
| ☆ | زندگی آمد برائے بندگی | ☆ | میرے محسن |

# فیضان پیر سیال لجپال

یہاں پر ہر قسم کی بیماری، ہر کام، مردوں عورتوں کے پوشیدہ امراض، آسیب جادو ٹونہ، اولاد کا نہ ہونا، شادی میں رکاوٹ، کاروباری بندش ہر کام قرآنی عملیات و تعویذات و اسلامی طبی اصولوں کے عین مطابق کیا جاتا ہے

جامعہ شیخ الاسلام آستانہ عالیہ چشتیہ زمانیہ
نیو پٹھان والا جنگ روڈ فیصل آباد

اوقات ملاقات

عصر تا عشاء فون پر وقت لے کر تشریف لائیں

03006661755

03176337720